آمدنی کے فطری استعمال کے طریقے

از: پروفیسر مجید بیدار، سابق صدر شعبۂ اردو، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

دنیا میں بسنے والا ہر انسان اپنی زندگی گذارنے کے لیے کسی نہ کسی روزگار کا سہارا لیتا ہے۔ یہ روزگار محنت و مشقت سے بھی حاصل ہوتا ہے اور انتظامی صلاحیتوں کے توسط سے بھی ممکن ہے۔ دنیا میں زندگی گذارنے کے لیے کوئی بھی پیشہ اختیار کر کے اُس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو متوازن طریقے سے خرچ کرنے کا عمل ہی آمدنی کے فطری استعمال کی دلیل ہے۔ عصر حاضر میں انسان کی بڑھتی ہوئی خواہشات اور ایجادات کا بڑھتا ہوا طوفان انسان کی آمدنی سے میل نہیں کھاتا، اس لیے آج کے معاشرہ میں بسنے والا انسان روزگار حاصل کرنے کے باوجود حاصل شدہ آمدنی سے روزمرہ زندگی کی کفالت نہ ہونے کی شکایت کرتا ہے۔ زندگی میں درپیش مختلف مسائل حل کرنے کے لیے قرض کا سہارا لیتا ہے، یا پھر مختلف ذرائع اور وسائل استعمال کر کے اپنی محدود آمدنی میں لامحدود خواہشات کی تکمیل میں مصروف ہو جاتا ہے۔ یہی عمل ایک انسان کی آمدنی کے توازن کو بگاڑنے کا وسیلہ قرار پاتا ہے۔ کم سے کم آمدنی کے باوجود منصوبہ بند طریقہ سے زندگی گذارنے کا لائحۂ عمل تیار کیا جائے تو نہ صرف محدود آمدنی کا صحیح استعمال ممکن ہے، بلکہ حاصل شدہ آمدنی میں ہی زندگی کی ضروریات کی تکمیل کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ آج کے معاشرہ میں اخراجات میں شدید اضافہ اور آمدنی ضروریات کے مطابق نہ ہونے کی شکایت عام ہے، جسے دور کرنے کے لیے آمدنی کے مطابق خرچ کو متوازن بنائے رکھنا ہی واحد حل ہو گا۔ اس مرحلہ میں انسان کی ناکامی اسے عمر بھر مقروض اور پریشان حالی کا شکار رکھتی ہے اور مختلف دباؤ کے تحت بیماریوں کا شکار ہو کر اپنی صحت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ آمدنی کے مطابق گھر کے اخراجات کا منصوبہ بنایا جائے اور اس منصوبہ سازی کا مقصد ہی اپنی آمدنی کو متوازن طریقہ سے مناسب خرچ کے لیے مختص کیا جائے تو خوشگوار زندگی گذارنے کا راستہ ڈھونڈھا جا سکتا ہے۔

سرکاری ملازم ہو یا خانگی روزگار سے جڑا ہوا انسان، محنت، مزدوری کے ذریعہ آمدنی حاصل کرتا ہو، یا انتہائی تکلیف میں زندگی گذارنے والا فرد، اگر وہ اپنی ذات کو قرضوں سے بچائے رکھنا چاہتا ہے۔ کسی ذہنی دباؤ کے بغیر اگر وہ خوشحال زندگی گذارنے کی ترکیب اختیار کرنا چاہتا ہے تو بلا شبہ اسے اپنی آمدنی کے تمام ذرائع کو تین حصوں میں تقسیم کر لینا چاہیے۔ دنیا

کے مذاہب ہی نہیں، بلکہ معاشیات کے ماہرین اور تہذیب و اخلاق کا سبق دینے والے دانشور بھی اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں کہ انسان اگر خواہشات کو اپنی ذات کا حصہ بنالے تو پھر گنجِ قارون بھی اس کی ضروریات کے لیے ناکافی ہو گا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ انسان کے وسائل محدود ہیں اور اس کی خواہشات لا محدود ہیں۔ جب تک لا محدود خواہشات کو محدود آمدنی کے دائرہ میں نہ رکھا جائے، یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ دنیا میں زندگی گذارنے والا انسان خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔ خوشحال زندگی گذارنے کے لیے آمدنی کے توازن پر توجہ دینا ضروری ہے۔ کم سے کم آمدنی رکھنے والا شخص ہی نہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ آمدنی سے وابستہ انسان بھی اگر حاصل شدہ آمدنی کے تین حصے کرتے ہوئے آمدنی کا ایک حصہ اپنے اخراجات پر صرف کرے اور دوسرا حصہ بچت کے لیے محفوظ رکھے، جب کہ تیسرے حصہ کے ذریعے ضرورت مند خاندان کے بے بس و مجبور انسانوں کی مدد کا ارادہ کرلے تو بیک وقت زندگی خوشحال گذرے گی اور اسی کے توسط سے آخرت کے سنورنے کے امکانات بھی روشن ہو جائیں گے۔ آج کے معاشرہ میں آمدنی حاصل کرنے والا انسان چوں کہ آمدنی کی رقم کو حصوں میں تقسیم نہیں کرتا اور یہی تصور کرلیتا ہے کہ اس کی محنت سے حاصل ہونے والی آمدنی میں صرف اس کا اپنا حصہ ہے۔ اسی غلط تصور کی وجہ سے سماج میں مسائل بڑھتے جارہے ہیں۔ بلاشبہ ایک انسان کی حاصل ہونے والی آمدنی پر خود اس کی زندگی کے علاوہ سماج اور معاشرہ کے بے بس اور مجبور انسانوں کا بھی حصہ ہے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ابتداء سے ہی انسان اس عادت پر عمل کرے کہ حاصل ہونے والی آمدنی کا ایک حصہ ذاتی خرچ پر اور دوسرا حصہ بچت کے طور پر محفوظ رکھا جائے اور تیسرے حصہ سے ضرورت مندوں کی تکمیل کا ارادہ کیا جائے تو آمدنی میں نہ صرف برکت ہو گی، بلکہ ضرورت مندوں کی وقت بہ وقت امداد اور آمدنی میں ان کی دعائیں شامل ہونے کے نتیجہ میں روزگار کی پیچیدگیوں کے مسائل بھی حل ہونے کا موقع دستیاب ہو گا۔ دوسروں کی مدد کے جذبے کی وجہ سے وقتِ ضرورت دوسرے بھی مدد کے لیے آمادہ ہو جائیں گے۔

عہدِ حاضر کے معاشرہ میں آمدنی حاصل کرنے والے انسان کو اپنی آمدنی کے استعمال کے فطری طریقوں سے آگاہی دینے والوں کی کمی ہے۔ اس کے علاوہ دن بہ دن مادّی ترقی کی وجہ سے یہ تصور عام ہو تا جارہا ہے کہ محنت و مشقت سے جو کوئی شخص آمدنی حاصل کر رہا ہے وہ در حقیقت اس کی ذاتی محنت کا نتیجہ ہے۔ یہ کھلی حقیقت ہے کہ ہر انسان کی آمدنی خود انسان

کی اپنی محنت ومشقت کا نتیجہ ہوتی ہے، لیکن ہر آمدنی کے ذریعہ کو اپنے مقاصد کے لیے وسیلہ بنانا انسانی شعار نہیں، بلکہ جانوروں کی خود غرضی کی علامت ہے۔ در حقیقت ہر انسان کی آمدنی میں اس کے عزیز و اقارب کے علاوہ دوسروں کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کا حصہ بھی ہوتا ہے۔ آج کا انسان اس قدر خود غرض ہوتا جارہا ہے کہ وہ اپنی ہر خواہش کی تکمیل کے لیے سرمایہ رکھتا ہے، لیکن دوسروں کی ضروریات کی تکمیل کے لیے اس کے پاس آمدنی کا کوئی حصہ مختص نہیں۔ اسی خرابی کی وجہ سے آمدنی کے فطری استعمال میں خلل پیدا ہورہا ہے۔ آج کا ہر انسان شکوہ سنج ہے کہ اس کے اخراجات وسیع ہیں، جب کہ آمدنی حقیقی طور پر اخراجات کی پابجائی میں مددگار نہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ زندگی گذارنے کے فطری اصولوں سے واقفیت کا رجحان دوسری قوموں کے مقابلہ میں مسلم طبقہ کے اندر نمایاں نہیں۔ دنیا کی کئی ایسی قومیں ہیں جو اپنی محدود آمدنی میں زندگی گذارتے ہوئے دوسروں کی ضروریات کی تکمیل کا شعور رکھتی ہیں۔ جس قدر مختصر کمیونٹی ہوگی اسی قدر منصوبہ بندی اور آمدنی کے ذرائع اور اخراجات کو حل کرنے میں آسانی ہوگی۔ اپنی آمدنی سے کچھ رقم پس پشت ڈال کر اسے محفوظ رکھنا اور وقتِ ضرورت اس آمدنی سے ضرورت کی چیزیں حاصل کرنے کا مزاج بنانا ہندوستان کے مسلم طبقہ میں ناپید ہے۔ اس ملک میں بسنے والی مسلم اقلیت کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ وہ اپنی آمدنی کو خود پر خرچ کرنے کے سوا بچت کا کوئی رجحان نہیں رکھتی۔ ان کا شکوہ یہی ہوتا ہے کہ آمدنی جب مکمل طور پر اخراجات کی تکمیل نہیں کرپاتی تو پھر بچت کے طریقے کہاں سے اختیار کیے جائیں گے۔ اس قسم کے فقرے روزمرہ زندگی میں ہر انسان کی زبان سے ادا ہونے لگے ہیں۔ شکایت کرنا کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہوتا، بلکہ شکایت کو دور کرنے کے لیے اسباب تلاش کرنا ضروری ہے۔ اب نہ تو آسمانسے فرشتے نازل ہوکر مسائل حل کریں گے اور نہ ہی کوئی مددگار انسانی مجبوری کا بہی خواہ ہوگا، اس لیے ضروری ہے کہ ہر کمانے والا فرد اپنی ذات پر یہ لازم کرلے کہ آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے اگر ایک حصہ اخراجات کی تکمیل کے لیے اور دوسرا حصہ بچت کے لیے محفوظ کرے تاکہ آئندہ کسی مرحلہ میں پیسہ کی ضرورت ہو تو بچت کے ذریعہ محفوظ سرمایہ ضروریات کی تکمیل کا وسیلہ بن جائے گا۔ روزگار یا ملازمت سے جڑے رہنے والے افراد کے ذہن میں منصوبہ بندی کا تصور نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی آمدنی کا ایسا استعمال کرتے ہیں کہ بچت کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی، جس کی وجہ سے زندگی میں حد درجہ پریشان ہوکر ذہنی تناؤ کا شکار اور مختلف بیماروں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اگر انسان شروع

سے ہی آمدنی کے تمام ذرائع کو تین حصوں میں بانٹ کر بچت کے حصہ کو محفوظ رکھے تو کچھ وقت گذرنے کے بعد یہی بچت اس کی سرمایہ کاری کا وسیلہ بن جائے گی۔ دنیا کی ہر بڑی قوم اور کم تعداد میں رہنے والے فرقے اس طریقہ پر عمل پیرا ہوتے ہیں، اسی لیے وہ کبھی پریشان حال نہیں ہوتے۔ مسلم طبقہ میں بوہرا کمیونٹی اس لیے مرفع الحال اور خوش حال زندگی کی علمبردار ہے کہ اس مسلک سے وابستہ ہر شخص اپنی آمدنی کے تین حصے کرکے منصوبہ بند طریقہ سے زندگی گذارتا ہے۔ اس کے مقابل مسلم طبقہ حاصل شدہ آمدنی پہلے ہی دن خرچ کرکے دوسرے دن کے لیے خدا کی ذات پر متوکل ہوجاتا ہے۔ خدا سے مدد مانگنا اور آمدنی کی توقع رکھنا اپنی جگہ مسلمہ ہے، لیکن یہ دنیا عمل گاہ ہے اور انسان کی اپنی جستجو سے ہی اس کی زندگی میں خوشحالی یا بدحالی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ غرض کوئی انسان اپنی آمدنی سے خوشحالی کا سلسلہ جاری رکھنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اخراجات پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ بچت کی عادت کو بھی اپنی زندگی کا لازمہ بنالے۔ یہی وہ فطری عمل ہے جس کے ذریعہ انسان کامیاب زندگی گذارنے کے طریقے اختیار کرسکتا ہے۔

زندگی گذارنا خود ایک متوازن عمل ہے اور جو انسان ہر خواہش اور ہر عمل میں توازن کے طریقہ کو برقرار رکھتا ہے، اسے زندگی بھر کسی قسم کی دشواری کا سامنا کرنا نہیں پڑتا۔ جہاں تک معاشی اور مالی دشواریوں کا معاملہ ہے، ان کو حل کرنا اور ممکنہ طور پر اپنے اخراجات کو حدود میں رکھنا، ہر انسان کی اپنی قوتِ تمیز پر مشتمل ہے۔ خواہشات کے دباؤ میں آکر اگر کوئی انسان اضافی خرچوں کے بوجھ تلے دبتا چلا جاتا ہے تو ایسا رویہ متوازن عمل سے بے نیاز قرار دیا جائے گا۔ خواہشات کی تکمیل بھی ضروری ہے اور اس کے ساتھ ہی ضروریات پر توجہ دینا بھی لازمی ہے۔ متوازن زندگی گذارنے کے لیے اخراجات کا پہلا حصہ ضروریاتِ زندگی پر خرچ کیا جانا چاہیے۔ زندگی کے لائحۂ عمل میں تعیشات کو ترجیح دے کر خواہشات کی تکمیل پر اضافی خرچہ انسان کی زندگی میں داخل ہوجائے تو پھر اس کی ضروریات کی تکمیل نہ ہونے کی وجہ سے زندگی بھر انسان کو مقروض ہونے کے علاوہ مجبور و بے بس زندگی گذارنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ اگر آمدنی کے خرچ کے لیے بتائے گئے تین حصوں پر توجہ دیتے ہوئے پہلے حصہ کے لیے مختص رقم ضروریات، تعیشات اور تفریحی مشاغل کے لیے خرچ کی جائے اور اس کے لیے آمدنی کے پہلے حصہ کو ہی جواز کا درجہ دے کر اس خرچ کے لیے دوسرے اور تیسرے حصہ سے مدد نہ لی جائے، بلکہ تمام ضروریات، تعیشات و تفریحات کی تکمیل آمدنی کے اوّلین حصہ سے انجام دی جائے اور اس پر سختی سے

عمل جاری رہے تو بلاشبہ ایک طرف ضروریات کی تکمیل ہو سکتی ہے تو دوسری جانب اگر ضروریات کی تکمیل میں خرچہ اضافی ہو جائے تو تعیشات اور تفریحات کو نظر انداز کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ہر مہینہ کی آمدنی میں کسی مہینہ ضروریات کا خرچہ زیادہ ہو جائے تو اس مہینہ میں تعیشات اور تفریحات سے بے نیازی لازمی ہے۔ تعیشات و تفریحات کے معاملات کو آئندہ مہینہ کے ضروریات میں کمی کر کے خواہشات کو مؤخر کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس طرزِ عمل کے ساتھ آمدنی کو خرچ کرنے کا طریقہ اختیار کیا جائے تو اس طریقہ پر عمل کرنے والے زندگی کے کسی مرحلہ میں بھی دوسروں سے تعاون کے طلبگار نہیں ہو سکتے۔

آج کے معاشرہ میں محدود آمدنی اور لامحدود تعیشات کے وسائل منظر عام پر آچکے ہیں۔ کم آمدنی اور خواہشات کے وسیع ذرائع کی وجہ سے آمدنی کے توازن میں بگاڑی کا کوئی دقیقہ باقی نہیں رہتا۔ ایسے موقعوں پر باضابطہ آمدنی کی تفصیل کا گوشوارہ بنا کر مرحلہ وار خریداری پر توجہ دی جائے تو قرض سے نجات ملنے کا امکان قوی ہوتا ہے، ورنہ تعیشات کی بڑھتی ہوئی لہر اور خواہشات کا بڑھتا ہوا سمندر ساری آمدنی کو غرقاب کر کے انسان کو مقروض بنا دیتا ہے، جس سے انسان کی زندگی بے کیفی سے دوچار ہو کر آمدنی کے زیادہ وسائل کے باوجود توازن کے بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ ہندوستان کی سرزمین میں اوسط سے اوسط آمدنی اور ضروریات کی تکمیل کے لیے موجود آمدنی سے کم دولت کمانے والے افراد کی کثرت ہے۔ ایسے موقعوں پر احتیاط اور توازن کے لیے خواہشات کو ثانوی حیثیت دینا ہی کارآمد طریقہ ہے۔ آمدنی کے پہلے حصہ کی تکمیل کے بعد اگر رقم باقی بچتی ہے تو پھر اس کو تعیشات اور تفریحات کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، ورنہ ضروریات کی تکمیل کے بعد سرمایہ کی کمی درپیش ہو تو ضروریات میں ہی مطمئن ہو کر آئندہ آمدنی میں تعیشات کی تکمیل پر توجہ دی جائے تو ایسے موقع پر ہی آمدنی کے توازن کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔

آج کے معاشرہ میں ہر انسان کی بڑھتی ہوئی خواہشات نے انسانی آمدنی پر حملہ کیا ہے۔ آمدنی کافی نہ ہونے کی شکایت بجا ہے اور ایسی شکایت کرنے والے کو پہلے اپنی آمدنی اور اس کے مطابق مناسب خرچ کے بارے میں غور کرنا پڑے گا۔ ہندوستانی معاشرہ میں حاصل آمدنی کو بے دریغ خرچ کرنے کا رواج تیزی سے عام ہوتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے آمدنی اور اخراجات میں تال میل قائم نہیں ہو سکتا۔ کسی کی کم آمدنی ہو اور اس کم آمدنی میں ہی اخراجات کو لپیٹ لینا دانشمندی کی علامت ہے۔

اس کے بجائے اضافی اخراجات کا بوجھ لے کر مقروض ہو جانا اور گرانی میں اضافہ کی شکایت کو روا رکھتے ہوئے اخراجات میں اضافہ کر کے آمدنی پر قابو نہ رکھنا ہی ایسا دردِ سر ہے جس کا کوئی حل دریافت نہیں کیا جاسکتا۔ ہر انسان اپنی آمدنی اور اس کے اخراجات کا از خود ذمہ دار ہے۔ بلاشبہ حاصل ہونے والی آمدنی اور اس کے اخراجات کی مناسب کفالت کی ذمہ داری بھی ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں خواہشات و تفریحات کی تکمیل کے لیے یوروپی طرز کی زندگی کو اہمیت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ پورا یوروپی معاشرہ کریڈٹ سوسائٹی کا پروردہ ہے، جہاں انسان کی آمدنی سے زیادہ اس کے تعیشات کی تکمیل پر توجہ دی جاتی ہے، جس کے تحت کریڈٹ سوسائٹی کو فروغ دینے کے لیے کریڈٹ کارڈ فراہم کیے جاتے ہیں اور انسان اپنی مرضی کی اشیاء کی خریدی کے ساتھ ساتھ تعیشات کی تکمیل کی خاطر کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خریداری کی تکمیل کر کے لاکھوں کی خریداری کو ماہانہ اقساط میں ادا کرنے کا اہل قرار پاتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ کی اجرائی ہندوستان میں بھی ممکن ہوگئی ہے، لیکن خاص طبقہ اور آمدنی کے اونچے ذرائع رکھنے والوں کو ہی اس کریڈٹ کارڈ سے استفادہ کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ ایک عام آدمی اور اوسط آمدنی سے تعلق رکھنے والے افراد کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خریداری کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ ایک اعتبار سے کریڈٹ کارڈ کی خریداری بھی انسان کو عمر بھر مقروض بنانے کی جدید ترکیب ہے۔ اس کا مطلب قطعی یہ نہیں کہ معیارِ زندگی کو بلند کرنے کے لیے کریڈٹ کارڈ کا استعمال نہ کیا جائے، بلکہ آمدنی کے ذرائع کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہی کریڈٹ کارڈ سے خریداری کو ممکن بنایا جائے تو بلاشبہ آمدنی کے استعمال کے مرحلہ میں توازن برقرار رہ سکے گا۔
انسان کی آمدنی کے کئی ذرائع ہوسکتے ہیں۔ ملازمت پیشہ افراد کی آمدنی تو مختص ہوتی ہے، تاجر پیشہ افراد کی آمدنی میں افراط و تفریط ممکن ہے۔ عام انسان کی محنت و مزدوری سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی محدود ذرائع کی نمائندگی کرتی ہے۔ بعض مستقبل شناس افراد اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے محدود آمدنی سے بچت کر کے کمپنیوں کے شیئرس (حصص) کی خریداری، انشورنس کی پالیسی، پوسٹ آفس میں ماہانہ بچت اسکیم سے استفادہ کے علاوہ بینکوں کی مختلف اسکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جن طبقات میں آمدنی کا اضافی اوسط ہوتا ہے، وہ پلاٹ کی خریداری، زیبنات کے کاروبار، مکانات کی خرید و فروخت اور اصولِ مضاربت کے اسلامی طریقوں کو کام میں لاتے ہوئے اپنے سرمایہ کا استعمال کر کے کھیتی باڑی، کاروبار، کنسٹرکشن اور تجارت میں آمدنی مشغول کر کے ماہانہ دوماہی، سہ ماہی، ششماہی یا پھر سالانہ آمدنی کے ذرائع حاصل کرتے

ہیں۔ایسے افراد کی زندگیاں خوش حال انداز سے گذرتی ہیں اور وہ آمدنی کے بے دریغ خرچ سے مفلو الحال ہونے نہیں پاتے، جب کہ ایک عام آدمی خود کی حاصل ہونے والی آمدنی کو بے دریغ خرچ کرنے کی طرف راغب ہو جائے تو بلاشبہ اس شخص کا دیوالیہ نکل جائے گا۔پیشہ ورانہ زندگی سے وابستہ افراد اپنی آمدنی میں اضافہ کے کئی وسائل دریافت کر لیتے ہیں، جس کی وجہ سے ماہانہ یافت کے علاوہ اضافی محنت کے توسط سے اضافی آمدنی بھی ممکن ہو جاتی ہے۔اگر کوئی شخص دفتر میں آٹھ گھنٹے ملازمت انجام دے کر ماہانہ آمدنی کماتے ہوئے دو یا تین گھنٹوں کے لیے اضافی محنت انجام دے کر آمدنی کے امکانات میں اضافہ کرتا ہے تو بلاشبہ اس کی موجود آمدنی کے علاوہ اضافی آمدنی کی وجہ سے اس کی زندگی خوشحال گذر سکتی ہے، جس کی وجہ سے وہ کسی بھی مرحلہ میں مفلوک الحال نہیں ہو سکتا۔ایسے منصوبہ بند انسان کی زندگی کو قرض کا بوجھ بھی دباؤ میں نہیں لا سکتا، اس لیے ہر انسان کو اپنی آمدنی کے علاوہ اضافی آمدنی کے ذریعہ مالیہ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ جائز طریقے استعمال کرکے آمدنی کے وسائل بڑھانے اور مقروض ہونے سے خود کو بچائے رکھنے کی جدوجہد جاری رکھنا چاہیے، تاکہ خود بھی آرام سے زندگی گذار سکے اور دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے ہونے والی بے عزتی سے نجات بھی ممکن ہو جائے۔

اخلاقی اور مذہبی اعتبار سے بھی آمدنی میں اضافہ کے لیے اصول مدوّن کیے گئے ہیں۔بلاشبہ محدود آمدنی میں مکان خریدنے یا اس کی تعمیر کا مرحلہ حل نہیں کیا جا سکتا۔ایسے وقت پر ضرورت کی تکمیل کے لیے قرض کا حاصل کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔پلاٹ کی خریدی، گھر کی تعمیر، کار کی خریدی یا پھر کاروبار کی توسیع کے علاوہ ہر قسم کی آمدنی کے ذرائع بڑھانے کے لیے عام انسان حکومت کے بتائے ہوے طریقوں کو استعمال کرکے، بینکوں، ایل آئی سی کمپنیوں اور دوسرے ادارہ جات سے قرضے حاصل کر سکتا ہے، تاکہ اسے اپنی زندگی میں رہائش کی سہولت فراہم کرنے کا موقع مل جائے اور اضافی رقم کے حصول سے کسی دوسرے پر سرمایہ کا بوجھ نہ پڑ سکے۔اس سلسلہ میں بینکوں کی شرائط پر عمل کیا جا سکتا ہے، لیکن مذہب اسلام نے ایک عام انسان کو زندگی گذارنے کے لیے ایک مکان کی تعمیر اور اس کی دیدہ زیبی کے لیے بینکسسے قرض حاصل کرنے کی سہولت فراہم کی ہے۔ایسے موقع پر ادا کیا جانے والا سود بھی اسلامی نقطۂ نظر سے جائز ہے، کیوں کہ زندگی کے معیار کی برقراری کے ساتھ عام انسانوں میں میل جول کے فروغ میں انسان کے ذاتی مکان کی ضرورت لازمی ہے۔آج کے معاشرہ

میں مکان کی تعمیر یا پلاٹ کی خریدی کے لیے درکار بھاری رقم کی ذاتی آمدنی سے پا بجائی ممکن نہیں، اس لیے عصر حاضر میں چوں کہ بینکوں اور ایل آئی سی ایجنسیوں کے ذمہ داروں سے ربط و تسلسل کے ذریعے قرض حاصل کرنے اور معہ سود قرض ادا کرنے کی سہولت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس سہولت سے استفادہ کی اسلام نے اجازت دی ہے، جب کہ قرض لے کر کئی عمارتیں بنانے کی سہولت دستیاب نہیں، صرف ذاتی مکان کے لیے یا پھر ضروری اخراجات کی تکمیل کے لیے بینکوں اور ایجنسیوں سے سود پر قرض حاصل کیا جاسکتا ہے، جس کی سہولت کے مطابق ادائیگی بھی قرض حاصل کرنے والے پر لازمی ہے، تاکہ جس سہولت سے وہ فائدہ اٹھا رہا ہے، اس کے توسط سے بینکوں کے قرض کی باز ادائیگی بھی جاری رہے۔
آمدنی اور اس کے مختلف ذرائع سے بحث کرتے ہوئے جائز اضافی آمدنی اور کریڈٹ کارڈ کے علاوہ قرضوں کے حصول کی اخلاقی اور مذہبی خصوصیات کے جائزہ کے ذریعے جن حقائق پر عمل کر کے انسان اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتا ہے اور محنت و مشقت سے اپنے خاندان اور رشتہ داروں کے لیے مددگار بننے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے، اس کا پس منظر یہی ہے کہ انسان اپنی کفالت آپ کرے اور اس کی آمدنی دوسروں کے لیے بوجھ نہ بنے۔ اس کے علاوہ مقروض زندگی گذار کر وہ پریشان نہ رہے، بلکہ ذہنی سکون کے ساتھ اپنی حاصل شدہ آمدنی کو خوشحال طریقہ سے زندگی میں برتنے کا طریقہ اس کی زندگی کا حسنِ عمل بن جائے، تاکہ انسان اپنی زندگی مطمئن گذار سکے اور دوسروں کی زندگیوں کو بھی خوشحال بنانے کا عادی ہو جائے۔ یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب کہ آمدنی کے حصول کے ساتھ ہر انسان اس کی مناسب انداز سے خرچ کرنے کا عادی ہو جائے اور بے جا اسراف سے نجات حاصل ہو۔ ضروریاتِ زندگی کو اہمیت دیتے ہوئے تعیشات اور تفریحات کو ثانوی موقف دیا جائے اور آمدنی کی جملہ رقم کو تین حصوں میں بانٹتے ہوئے بچت کا طریقہ اختیار کرے تو بلاشبہ اپنی محدود آمدنی میں بھی انسان خوشحال زندگی گذار سکتا ہے۔ خوشحالی میں مزید اضافہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ محنت و مشقت پر بھروسہ اعتماد کر کے اضافی آمدنی کے وسائل ضرور تلاش کیے جائیں، جو مناسب اور جائز ہوں، جس کی وجہ سے انسان کے ذہنی تناؤ میں کمی واقع ہوتی ہے اور اس کی زندگی کسی کے لیے بوجھ نہیں بننے پاتی، کیوں کہ وہ اپنی آمدنی کے ذرائع کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے تعاون و مدد کا سلسلہ جاری رکھتا ہے، اس لیے ایسے انسان کی سماج میں عزت بھی ہوتی ہے اور وہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آمدنی کو خود مکتفی ذرائع سے مربوط رکھنے کی وجہ سے ایسا انسان کبھی مقروض نہیں ہوتا اور

دوسروں کی مدد کا جذبہ رکھنے کی وجہ سے خدا کی رضا اور غیبی امداد بھی اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ یہی وہ ایسے ذرائع ہیں جنہیں استعمال کر کے عام انسان اپنی آمدنی کو متوازن طریقہ سے خرچ کر کے خوشحال زندگی بسر کر سکتا ہے۔